(۳) تقریری مقابلہ بر موضوع 'استخفافِ حدیث

اور مولانا فراہی، اصلاحی و غامدی نظریات کا ناقدانہ جائزہ'

اس سال جامعہ میں 'تقریبِ تکمیل بخاری' قدرے سادگی سے منعقد کی گئی کیونکہ ماہ بھر میں کئی پروگرام تسلسل سے منعقد ہورہے تھے اور شان وشوکت سے یہ تقریب منعقد کرنے میں امتحانات کے قریب ہونے کی وجہ سے طلبہ کے تعلیمی حرج کا خدشہ تھا۔

تقریبِ بخاری سے ۳ روز قبل، یعنی ۱۵/ ستمبر ۲۰۰۴ء بروز بدھ بعد نمازِ مغرب طلبہ میں سالِ رواں کا آخری علمی مذاکرہ منعقد کیا گیا جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

قاری نعیم الرحمن (ثانیہ کلیہ) کی تلاوتِ کلام مجید سے اس پروگرام کا آغاز ہوا، قاری محمد اکمل شاہین نے نظم پڑھی۔مذاکرہ کے مہمانِ خصوصی مدیر ماہنامہ محدث حافظ حسن مدنی تھے، جبکہ جامعہ کے تمام اساتذہ سٹیج پر موجود تھے۔ تقریری مقابلہ کے مُنصفین مولانا محمد رمضان سلفی (رئیس کلیۃ الشریعہ)، حافظ مبشر حسین لاہوری (رکن مجلس التحقیق الاسلامی) اور محمد اسلم صدیق (رکن مجلس التحقیق الاسلامی) سٹیج کے بالمقابل کرسیوں پر براجمان ہوئے اور اس کے بعد تقریری مقابلہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

مقابلہ میں شرکت کرنے والے کل ۱۴ مقررین تھے۔تمام مقررین کے خیالات کو یہاں پیش کرنے کے یہ صفحات کی متحمل نہیں ہوسکتے۔لہٰذا اہم مقررین کی فہرست ذکر کرنے کے بعد پہلی پانچ پوزیشنیں حاصل کرنے والے مقررین کے خیالات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے، طلبہ کی تمام تقاریر سننے کے شائقین دفتر محدث سے سی ڈی طلب کریں:

محمد احمد طور (رابعہ کلیہ، ش)	قاری کلیم اللہ (رابعہ ثانوی، ق)
محمد ارشد (ثانیہ کلیہ، ش)	قاری عبدالصمد ساجد (اولیٰ کلیہ، ق)
قاری ظفر اللہ سلفی (ثالثہ کلیہ، ش)	محمد آصف صدیقی (رابعہ کلیہ، ش)
قاری محمد علی (ثانیہ کلیہ، ق)	حافظ محمد ارشد (رابعہ کلیہ، ش)
عبدالحنان (اولیٰ کلیہ، ش)	عمر فاروق (اولیٰ کلیہ، ق)
حافظ طاہر الاسلام (ثانیہ کلیہ، ش)	قاری عبدالحنان رحیمی (ثالثہ کلیہ، ق)
محمد یونس ظہیر (اولی کلیہ، ش)	قاری فہد اللہ (ثانیہ کلیہ، ق)

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: ق سے مراد کلیۃ القرآن اور ش سے مراد کلیۃ الشریعۃ کے طلبہ ہیں۔

❊ پانچویں پوزیشن حاصل کرنے والے جناب قاری فہد اللہ نے قرآنِ کریم کی آیت {إِيْتُوْنِىْ بِكِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ} (الاحقاف: ۴) سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ انہوں نے انکارِ حدیث کی مختصر تاریخ پیش کرتے ہوئے ادارۂ طلوعِ اسلام کے بانی مسٹر غلام احمد پرویز کو فتنۂ انکارِ حدیث کا نقطہ عروج قرار دیا اور کہا کہ آج اس فتنے کا سرخیل مسٹر جاوید احمد غامدی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے علمی انداز میں جناب پرویز اور جاوید احمد غامدی میں فکری ہم آہنگی اور مماثلت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر پرویز اس کشتی کا ملاحِ اوّل تھا تو آج غامدی ملاحِ ثانی ہے۔ پرویز قرآنِ کریم کو شریعت کی بجائے فلسفہ شریعت قرار دیتا ہے تو جناب غامدی اسے مکمل شریعت کی بجائے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہونے والی شریعت کا تکملہ قرار دیتے ہیں۔ پرویز رسول اللہ ﷺ کو ایک حاکم اور احادیث کو ایک حاکم کی زندگی کا تحریری ریکارڈ کہہ کر شرعی حجت ماننے سے انکار کرتا ہے تو غامدی نے ظنی الثبوت کہہ کر عقیدہ و عمل میں حدیث کی شرعی حجیت کو ٹھکرادیا ہے۔ پرویز نے حدیث کو چھوڑ کر صرف لغتِ عربی سے قرآن کی تفسیر کی ہے تو غامدی ادبِ جاہلی کے حامل زہیر اور امرؤالقیس کو پیغمبرؐ آخر الزماں کی حدیث پر فوقیت دیتا ہے۔ اسی طرح دونوں اجماعِ اُمت کی حجیت کے قائل نہیں نیز غامدی صاحب پرویز کو منکرِ حدیث ماننے سے بھی گریزاں ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے بعض تفردات مثلاً انکارِ جہاد، نزول عیسیٰؑ وغیرہ میں ان کی فکری مماثلت کو بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ پرویز اور غامدی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انہوں نے تمام تر فکری انحراف کا بنیادی مرض مغرب سے مرعوبیت اور دین اسلام سے جہالت قرار دیا۔

❊ چوتھے نمبر پر آنے والے عبدالحنان نے فرمانِ الٰہی: {فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ} سے اپنی تقریر کا آغاز کیا اور عقیدہ، اُصولِ تفسیر، اُصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ کے حوالہ سے فکرِ فراہی، اصلاحی اور غامدی کے تفردات مثلاً فطرت کو شرع پر ترجیح دینا، تفسیر قرآن کے مصادر کی ترتیب کا ائمہ سلف سے مختلف ہونا، حدیث و سنت میں فرق کرتے ہوئے انہیں وحی نہ ماننا، درایت کے نام پر خلافِ عقل احادیث کو ردّ کرنا، احادیث سے قرآن کی تفسیر کرنے والوں کو روایت پسند قرار دینا، احادیثِ متواترہ کے وجود سے انکار اور ان کے اجماع مخالف دیگر نظریات کا تذکرہ کرتے

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ان کا ناقدانہ جائزہ لیا اور ان کا بطلان واضح کیا۔

❊ تیسرا انعام حاصل کرنے والے جناب قاری کلیم اللہ تونسوی تھے۔ انہوں نے انکارِ حدیث کی تاریخ کا تذکرہ کرتے ہوئے معتزلہ، خوارج، روافض اور اہل رائے کا انکارِ حدیث میں کردار ذکر کیا اور بتایا کہ سابقہ ادوار میں حدیث کا کلیتاً انکار کسی نے بھی نہیں کیا۔ سب سے پہلے حدیث کا کلیتاً انکار کرنے والے عبداللہ چکڑالوی اور اس کی معنوی اولاد ہے۔ انہوں نے فراہی، اصلاحی اور غامدی کو بھی انکارِ حدیث کی راہ کھولنے والے قرار دیا کیونکہ ان لوگوں نے چکڑالوی اور پرویز کی طرح کلیتاً احادیث کا انکار تو نہیں کیا لیکن ایسے اصول اور رجحانات اختیار کئے ہیں جن کا نتیجہ احادیث سے بے اعتنائی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

مقرر نے واضح کیا کہ ان تین شخصیات نے انکارِ حدیث کے رجحانات تدریجاً اختیار کئے ہیں، اور مسلماتِ اسلامیہ سے انحراف کی جو شدت غامدی کے ہاں ملتی ہے، اصلاحی کے ہاں موجود نہیں۔ ایسے ہی مولانا فراہی مولانا اصلاحی کی نسبت زیادہ محتاط تھے۔ مولانا فراہی اپنے ان خیالات میں سرسید سے متاثر ہوئے، سرسید کے خیالات کا یہی اثر مولانا فراہی کے چچازاد بھائی مولانا شبلی نعمانی کے ہاں بھی ملتا ہے۔ جب انہوں نے مقدمہ سیرۃ النبی میں حدیث کے درایتی فلسفہ کی بنیاد رکھی جو انکارِ حدیث کا بڑا چور دروازہ ہے۔ اس درایتی فلسفہ کو باقاعدہ اُصول وقوانین کی شکل میں بعد میں مولانا اصلاحی نے 'مبادیٔ تدبر حدیث' میں مدوّن کیا۔ یہ درایتی فلسفہ اس سے قبل معتزلہ کے علاوہ اُمت میں سے کسی نے اختیار نہ کیا تھا لیکن دورِ جدید میں اس کو زندہ کرنے کا سہرا انہی حضرات کے سر ہے۔

انہوں نے کہا کہ جاوید غامدی معتزلہ کے ساتھ فکری ہم آہنگی رکھتے ہیں اور ان سے اپنی نسبت کو الزام کے بجائے اعزاز تصور کرتے ہیں۔ اس کے بعد اُنہوں نے غامدی اور اصلاحی کے بعض اُصولی تفردات مثلاً حدیث سے عقیدہ اور عمل میں کوئی اضافہ ہونے کا انکار اور احادیث کو ظنی قرار دینے کا تذکرہ کیا۔ اور حدیث کے ظنی ہونے کا مفہوم واضح کیا، اور اس کے بعد اجماعِ امت سے منحرف غامدی گروہ کے بعض تفردات کا تذکرہ کیا مثلاً اسلام کے قانونِ شہادت کا انکار، حدِ رجم کا انکار، قراء اتِ قرآنیہ کا انکار، وراثت کے مسئلہ عول کا انکار، قتل مرتد کا انکار، دجال اور یاجوج ماجوج کے خروج کا انکار، چہرہ کے پردہ کا انکار، حدیث کو وحی ماننے سے انکار وغیرہ

www.KitaboSunnat.com

❇ دوسرے نمبر پر آنے والے علی القاری نے اس فکر کو پاپائیت اور کلیسا کے خلاف اُٹھنے والی مغربی اور سیکولر سوچ کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے جاوید احمد غامدی کو مغربی تہذیب کا پرچارک قرار دیا اور بتایا کہ غامدی اپنے خود ساختہ اُصولوں سے قرآن و سنت کی بنیادیں منہدم کررہا ہے۔ یہ قرآن کریم کو دین کامل کی بجائے آسمانی کتب کا تتمہ اور فلسفہ شریعت کی آخری کتاب کہتا ہے اور قراءاتِ متواترہ کا انکار کرکے گویا نصوصِ قرآن کا انکار کررہا ہے۔ انہوں نے جناب غامدی کی اس فکر کہ حدیث اگر قرآن سے متصادم ہو تو اسے قبول نہ کیا جائے گا، کا ردّ کرتے ہوئے کہا کہ قرآن وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی ہے، لہٰذا صحیح حدیث اور آیت قرآنی میں کوئی تصادم اور منافات ہونا ممکن نہیں۔ یہ انسانی عقلوں کا واہمہ تو ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ایک بات دوسری سے متصادم نہیں ہوسکتی۔

انہوں نے وضاحت کی کہ جناب غامدی نے خطیب بغدادی کی کتاب **الکفایة** کی عبارت سے جو استدلال کیا ہے، وہ محض تلبیس ہے کیونکہ وہاں مصنف نے یہ عبارت بطورِ اُصول پیش نہیں کی بلکہ ضعیف حدیث کو پہنچاننے کی علامت کے طور پر ذکر کی ہے۔ انہوں نے فرقہ فراہیہ کے ایک اعتراض کہ ''محدثین نے حدیث کو خبر سے تعبیر کیا ہے اور خبر میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہے، لہٰذا حدیث ظنی ہے۔'' کا جواب دیتے ہوئے کہا: یہ اس وقت ہے جب خبر کی تحقیق نہ ہوئی ہو، خبر دینے والے کا علم نہ ہو، لیکن صحیح احادیث کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ان احادیث کے تمام راویوں کے حالات محفوظ ہیں اور محدثین نے تحقیق کے بعد ان کی صحت کو ثابت کیا ہے اور بخاری و مسلم کی تمام احادیث کی صحت پر بقول شاہ ولی اللہؒ پوری اُمت کا اتفاق و اجماع ہے۔ یوں بھی محدثین حدیث کو مطلقاً خبر قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک خبر کا لفظ سیاسی یا معاشرتی نوعیت کی روایات پر بولا جاتا ہے، اس لئے حدیث اور خبر کا کلیتاً مترادف سمجھنا درست نہیں ہے۔

انہوں نے جناب اصلاحی کے اعتراض کہ ''حدیثِ متواتر کا اسم تو موجود ہے، مسمّیٰ موجود نہیں ہے۔'' کا ردّ کرتے ہوئے کہا کہ محدثین نے متعدد احادیث کے تواتر کو ثابت کیا ہے، امام سیوطیؒ اور امام کتانیؒ نے احادیثِ متواترہ پر خصوصی کتب تالیف کی ہیں جن میں تمام اخبارِ متواترہ کو درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے غامدی اور اصلاحی کے چند تفردات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا ردّ کیا۔ انہوں نے کہا کہ غامدی کا پردہ کے انکار سے مقصود مخلوط

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ رواج دینا اور اسلامی روایات کو مسخ کرنا ہے اور جناب اصلاحی کا صحابی رسولؐ ماعز اسلمی ؓ کو (نعوذ باللہ) غنڈہ قرار دینا ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان: «لقد تاب توبة لو قسمت بين أمتي لو سعته» پر عدمِ اعتماد کا اظہار ہے۔ اور وہ اللہ کا بندہ جس نے گناہ کے شدید احساس سے اپنے آپ کو رجم کیلئے پیش کر دیا تھا، اسکے بارے میں یہ الفاظ انتہائی ظلم ہیں۔ ایک مسلمان ایک صحابی رسول کے ساتھ ایسا ظلم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

❊ اس کے بعد اس بزم کے آخری مقرر جنہوں نے پہلا انعام حاصل کیا وہ جناب طاہر الاسلام عسکری تھے۔ انہوں نے دھیمے مگر انتہائی پر اثر لہجہ میں فرقہ فراہیہ کے گمراہ کن نظریات، ان کے دلائل، بنیادیں اور منہج سلف کی روشنی میں ان کی غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے نہایت خوبصورت انداز سے ان کا ردّ کیا۔

انہوں نے بیان کیا کہ فرقہ فراہیہ احادیث کو وحی تسلیم نہیں کرتا، مئی ۱۹۹۵ء کے شمارہ محدث میں جناب غامدی سے اُمّ عبدالربّ کی طویل خط و کتابت، جن میں بار بار ان سے یہ سوال دہرایا گیا کہ آیا احادیثِ رسولؐ وحی ہیں یا نہیں؟ لیکن ان کی شاطرانہ ذہانت بار بار اس سوال کو گول کرتی رہی، معلوم ہوا یہ فرقہ صرف قرآن کو وحی تسلیم کرتا ہے، احادیث کو وحی تسلیم نہیں کرتا، حالانکہ قرآن کی آیت: { وَإِذْ أَسَرَ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ } (التحریم:۳) یہاں اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیؐ کو ایک خبر بتلانے کا ذکر ہے، لیکن وہ خبر قرآن مجید میں موجود نہیں ہے، تو اس سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے علاوہ بھی آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ نیز {وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ} میں علماء نے الحكمة سے متفقہ طور پر سنت مراد لی ہے۔ ابن حجرؒ کا قول ہے:

فالكتاب ما يتلى والحكمة السنة وهو ينزل به بغير التلاوة

”کتاب وہ ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور حکمت سے مراد سنت ہے، وہ منزل من اللہ ہوتی ہے، لیکن اس کی تلاوت نہیں کی جاتی۔“

ایسے ہی حدیثِ نبوی کے وحی ہونے پر قرآن کریم کی متعدد آیات دلالت کرتی ہیں۔ یہ فرقہ عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے حدیث کے حجت ہونے کا بظاہر دعویٰ کرتا ہے لیکن اوّل تو یہ حدیث کے حجت ہونے کا بھی قائل نہیں، مزید برآں ایک شے کا حجت ہونا اور شے ہے

www.KitaboSunnat.com

اور اس کا وحی ہونا اور چیز۔ مثلاً قاضی کا فیصلہ بھی حجت ہے، اور امیر و والدین کا حکم بھی، لیکن انہیں وحی نہیں کہا جا سکتا۔

فرقہ فراہیہ کے خود ساختہ اُصول 'حدیث و سنت میں فرق' کا ردّ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اُصولِ حدیث کی کتب اس پر شاہد ہیں کہ سلف نے یہ فرق نہیں کیا اور صحاحِ ستہ میں حدیثوں پر مبنی کتب کو ہی سنن ابو داود اور سنن ترمذی کا نام دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کا یہ اُصول اجماعِ امت کے خلاف ہے۔

انہوں نے فرقہ فراہیہ کی حدیث سے بے اعتنائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مولانا امین احسن اصلاحی کی تدبر قرآن میں جاہلی شعرا کے سینکڑوں اشعار تو جابجا دیکھے جاسکتے ہیں لیکن اس پانچ ہزار صفحات پر مشتمل تفسیر میں صرف ۴۰/ احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ احادیث پر تو بے اعتمادی ہے لیکن جاہلی اشعار جن کی کوئی سند نہ ہے اور وہ سینہ بسینہ چلے آتے ہیں، ان پر اندھا اعتماد ہے۔ جس لغتِ عربی کے لئے حدیثِ نبوی کو چھوڑا جاتا ہے، اس لغت عربی میں ہر نحوی کا قول دوسرے سے علیحدہ ہے، جبکہ شاذ اَقوال کی بھی بھرمار ہے، ہر عرب قبیلہ کے اپنے لسانی رجحانات ہیں، یہ باتیں عربی لغت کا ہر طالبعلم بخوبی جانتا ہے۔یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ ان احادیث کی سند جس کی صحت پر اُمت کا اجماع ہے، کو تو نہ مانا جائے اور جاہلی اشعار یا عربی لغت جس کی سرے سے سند ہی نہیں، پر دل وجان سے ایمان لایا جائے۔اس کی وجہ یہی سمجھ میں آتی ہے کہ اس سے شریعت میں من مانی کا راستہ کھل جاتا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ 'تفسیر قرآن کے اُصول' میں حمید الدین فراہی کا یہ قول کہ ''تفسیر قرآن کے غلط اُصولوں میں سب سے پہلا اُصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر حدیث سے کی جائے۔'' ان کے حدیث کے بارے میں رویہ کی واضح نشاندہی کرتا ہے، حالانکہ ان کا یہ اصول اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''علما مفسرین کا اتفاق ہے کہ قرآن کی تفسیر اگر رسول ﷺ سے مل جائے تو وہ سب پر مقدم ہے۔'' ایسے ہی یہ رویہ نبی ﷺ کے مقصدِ بعثت سے بھی متصادم ہے کیونکہ قرآن ان کا مقصدِ بعثت بیان وشرح قرآن قرار دیتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے درایت کے نام پر وضع کردہ 'فرقہ فراہیہ' کے اُصولوں کا تذکرہ کیا۔ جن کی بنیاد پر انہوں نے رہی سہی احادیث کا بھی انکار کر دیا ہے۔ مثلاً اصلاحی صاحب نے صحیح بخاری و مسلم کی روایت «من قال لا اله إلا الله دخل الجنة» کے بارے میں کہا کہ اس

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں اقرارِ رسالت کا تذکرہ نہیں، لہٰذا یہ درایت کی رو سے قابل ردّ ہے۔ انہوں نے کہا میرا اصلاحی صاحب کے بارے میں حسن ظن تھا، لیکن ان کی کتب کے مطالعے کے دوران وہ سب تارِ عنکبوت کی طرح بکھر گیا کہ اتنا بڑا عالم اور اس قدر سطحی باتیں کرتا ہے۔ ان کے یہ تمام نظریات جادۂ مستقیم سے منحرف اور اجماعِ امت کے خلاف ہیں۔ ابراہیم بن ابی عبلہؒ کا قول ہے

من حمل شاذ العلماء حمل شرًا کبیرًا

''جس نے علما کی شاذ آرا کو اختیار کیا، اس نے بہت بڑی شر کو اٹھالیا۔''

اور امام شافعی {وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ} کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''اس آیت پر تین دن غور کرنے کے بعد مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امت کے اجماعی دھارے کو چھوڑ کر شواذ آرا کو اختیار کرتے ہیں۔''

❋ مقابلہ کے خاتمہ کے بعد مدیر کلیہ القرآن حافظ حمزہ مدنی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ عزیز طلبہ نے اپنے خطابات میں غامدی گروہ کی متعدد غلطیوں کی نشاندہی تو کی ہے لیکن کسی مکتبِ فکر کی بنیاد دراصل اس کے اُصول ہوتے ہیں، جس پر اس فکر کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ خود غامدی صاحب نے بھی پرویز کے اُصول تفسیر پر اعتراض کرتے ہوئے اسے ادارۂ اشراق کی روش قرار دیا ہے کہ ہم دوسروں پر اُصولی تنقید کرتے ہیں۔ (دیکھئے کتابچہ 'پرویز کا فہم قرآن')

چنانچہ ضروری ہے کہ غامدی مکتبِ فکر پر بھی اُصولی تنقید کی جائے......

اُنہوں نے کہا کہ غامدی گروہ نے ائمہ اسلاف کو چھوڑ کر بالکل نئے اُصول وضع کرلئے ہیں۔ ائمہ اسلام کے ہاں اسلام کی بنیاد قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ پر ہے اور انہی سے اجماع اور قیاس کا بھی اسلامی مصدر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (مجلہ 'الحدیث' حضرو جون ۲۰۰۴ئ، ص ۴) جبکہ جاوید غامدی 'میزان' کے صفحہ ۴۸ پر بنیادی مآخذِ دین ترتیب واریوں بیان کرتے ہیں:

(۱) دین فطرت کے حقائق (۲) سنتِ ابراہیم (۳) نبیوں کے صحائف

ان کے نزدیک دین اسلام کی اصل بنیاد فطرت پر ہے، اس کے بعد سنت، پھر صحائف یعنی تورات، زبور اور قرآن وغیرہ۔ گویا ان کی نظر میں دین و شریعت کے بارے میں سنت کو بھی جو اہمیت حاصل ہے، وہ قرآن کو نہیں اور ان دونوں سے قبل فطرت، 'میزان' میں لکھتے ہیں کہ

''جس سنت کو وہ مانتے ہیں، اس کا درجہ ان کی نظر میں قران کے بعد نہیں بلکہ پہلے ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

(المیز انازجاوید احمد غامدی: ص ۴۸ پر 'مآخذ دین کی ترتیب' اور ص ۵۲)
یعنی سنتِ ابراہیمی شریعت کا اہم مصدر ہے، جبکہ اس شرع کے مختص اُصولوں کا بیان قرآن میں ہے۔فطرت کو اہمیت دینے کی وجہ سے غامدی گروہ فلاسفہ سے غیر معمولی عقیدت رکھتا ہے۔ فلسفہ کے تین ادوار میں اوّلین دور فلاسفہ مُتشّین کا ہے جن میں افلاطون، سقراط، بقراط اور ارسطو جیسے فلسفی آتے ہیں۔فلاسفہ سے ان کی عقیدت ملاحظہ فرمایئے کہ فکر اصلاحی کے ترجمان سہ ماہی 'تدبر' میں چندماہ قبل یہ سوال جواب شائع ہوا:

سوال: کردار کے لئے سقراط کی مثال کیوں دی جاتی ہے؟ مسلمانوں میں سے امام مالک یا امام احمد بن حنبل وغیرہ کی مثال بھی تو جاسکتی تھی، مگر کافر کی مثال کیوں دی جاتی ہے؟

جواب از مولانا اصلاحی: سقراط کو کافر کہنا بڑی زیادتی ہے،میں اس کو کامل موحد مانتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دوسری قوموں میں بھی انبیا پیدا ہوئے، سقراط کے متعلق ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ نبی ہیں لیکن دوسری بہت سی قوموں میں بھی نبی بھیجے گئے،اس لئے ہم اس کا انکار بھی نہیں کرسکتے۔فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے۔" مختصراً (تدبر:مارچ ۲۰۰۴ء ص ۸۳)

فلاسفہ کا تیسرا دور 'فلاسفہ اسلامیین' یعنی معتزلہ کا ہے۔انکے بارے میں جناب غامدی کی رائے یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی مساعی جمیلہ کی بدولت آج ہم دین و شریعت سے فیض یاب ہورہے ہیں اور ان کے بالمقابل محدثین کے طبقہ کو 'روایت پسندوں اور قدامت پرستوں کا ٹولہ' قرار دیا جاتا ہے۔یہ فرقہ اعتزال کے طعنہ کو اپنے لئے گالی نہیں بلکہ اعزاز سمجھتا ہے۔

حافظ حمزہ مدنی نے اس فکر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ سترہویں صدی عیسوی میں صنعتی انقلاب کے آنے کے بعد فلسفہ یونان نے منطق استخراجی کے بجائے منطق استقرائی کی صورت اختیار کرتے ہوئے سائنس کی شکل اختیار کی۔پہلے جہاں مابعد الطبیعاتی اُمور کا مطالعہ اہم تھا، اب طبیعاتی اُمور اہم قرار پائے۔عموماً سائنس کا موضوع مظاہر فطرت ہیں۔فطرت کو انگریزی میں نیچر بھی کہتے ہیں۔برصغیر میں اسی سوچ کو آگے بڑھاتے ہوئے سرسید خان نے نیچر کی بنیاد پر ہر اس تصور کا انکار کردیا جو اس کے خلاف تھا۔سرسید سے یہ خیالات انکے رفیق کار مولانا حمید الدین فراہی میں منتقل ہوئے، وہاں سے مولانا اصلاحی اور پھر جاوید غامدی تک پہنچے۔

انہوں نے کہا کہ یہ لوگ دین کی بنیاد فطرت پر سمجھتے ہیں اور اس فطرت کو وحی سے برتر قرار دیتے ہیں، اس سلسلے میں مولانا اصلاحی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ سورۂ نور میں 'نور علیٰ نور'

www.KitaboSunnat.com

کی تفسیر میں اصلاحی صاحب نے تمام مفسرین کے برخلاف پہلے 'نور' سے مراد 'نورِ فطرت' اور دوسرے نور سے مراد 'نورِ شریعت' لیا ہے۔ یعنی وہ نورِ شریعت کو نورِ فطرت و فلسفہ کے تابع سمجھتے تھے۔ ان کی نظر میں نورِ فطرت ہی اصل شرع ہے جب کہ وحی اس نور کا محض بیان ہے۔ یہ وہی بات ہے جو معتزلہ کئی برس سے کہتے آرہے ہیں کہ احکاماتِ دین پہچاننے اور جاننے کا اصل ذریعہ عقل و فلسفہ ہے۔ چنانچہ اگر کسی قوم تک رسول نہ بھی پہنچے تو وہ پھر بھی احکاماتِ الٰہیہ کی مکلف ٹھہرے گی۔ اسی طرح اگر اس 'اصل شریعت' (فلسفہ و عقل) کا ٹکراؤ وحی الٰہی سے ہوجائے تو ترجیح 'اصل' کو ہو گی۔ (الوجیز فی أصول الفقہ مترجم: ص ۹۰ تا ۹۴)

اُنہوں نے کہا کہ غامدی مکتبِ فکر کے نزدیک قرآن وحدیث کا تصور اور عقیدہ اُمت سے مختلف ہے۔ چنانچہ غامدی صاحب 'اُصول و مبادی' میں بار بار لوگوں کی یہ غلطی پیش کرتے ہیں کہ وہ قرآن کو کل شریعت کی کتاب سمجھ کر اس کا مطالعہ کرتے ہیں حالانکہ یہ شریعت کا محض آخری ایڈیشن ہے، جبکہ شریعت اس کے علاوہ بھی ہے۔ (میزان: ص ۴۷) اس باقی شریعت کو حدیث کی بجائے یہ ماقبل شریعتوں میں تلاش کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس مکتبِ فکر کے ہاں حدیثِ نبوی کی بجائے اسرائیلیات کو کثرت سے دلیل بنایا جاتا ہے۔ ایسے ہی بار بار 'مباحاتِ فطرت' کی اصطلاح بول کر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں اصل ہی سے جائز ہیں۔ ایسے ہی مولانا اصلاحی اپنی تفسیر میں آیت {واذکر فی الکتاب إبراهيم} کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "کتاب سے مراد 'قرآن سمیت کتبِ سابقہ' ہیں۔" (ج ۴/ ص ۶۵۷)

مزید برآں سنتِ نبوی کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ و تصور عامۃ المسلمین سے مختلف ہے، ان کی نظر میں سنت 'محمدی' نہیں بلکہ 'ابراہیمی' ہوتی ہے، جس کا تصور یہ ہے کہ "سنت ملتِ ابراہیمی کے ایسے تسلسل کو کہتے ہیں جو کہ قانونِ فطرت کی بنیاد پر آگے چلتا ہے اور اس کو نبی کریمؐ اخذ کرکے اس اُمت میں عملی تواتر کے ساتھ جاری فرماتے ہیں۔" یہاں اُنہوں نے ان سنتوں کی ایک فہرست بھی دی ہے جس میں ۱۰ بنیادی فطرتیں وہی ہیں جو حدیثِ نبوی میں بیان ہوئی ہیں۔ (میزان: ص ۱۰) جہاں تک حدیثِ نبوی کا تعلق ہے تو خبر متواتر کے بارے میں مولانا اصلاحی کا کہنا ہے کہ "یہ محض اسم ہی ہے جس کا محدثین کے پاس کوئی مسمی نہیں۔" (مبادئ تدبر حدیث: ص ۲۰) رہیں اخبار احاد تو وہ مجموعہ رطب و یابس ہیں۔ غامدی صاحب اپنی کتاب 'میزان' کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں: "ان اخبار کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر یہ

ہے کہ ان سے عقیدہ و عمل کی کسی شے کا دین میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔''

یہ مکتبِ فکر سنت کو وحی تسلیم نہیں کرتا، کیونکہ یہ فطرت کی بنیاد پر اس اُمت میں جاری ہوئی ہیں نہ کہ وحی کے ذریعے۔ محدث جولائی ۱۹۹۵ء میں وہ مکمل خط و کتابت چھپی ہے جس میں غامدی صاحب نے سنت کو وحی ماننے سے آخر دم تک گریز کیا ہے۔

سنت کے بارے میں ان کا نکتہ نظر یہ ہے کہ ''قرآن کی تفسیر میں یہ سنت نظم قرآن یا قرآن کی عربِ معلیٰ سے ٹکرا جائے تو ترجیح لغت عرب کو اور نظم قرآن کو ہو گی، نہ کہ سنت کو۔''

دیکھئے ('مبادئ تدبر قرآن' از مولانا امین احسن اصلاحی: ص ۱۹۱ تا ۲۱۷)

خطاب مہمانِ خصوصی

❊ آخر میں مذاکرہ کے مہمانِ خصوصی مدیر محدث حافظ حسن مدنی صاحب کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ انہوں نے طلبہ کے جذبات اور انتظامیہ کی اس عمدہ کاوش کو سراہا اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج لوگوں کی مرعوبیت و جہالت کا سب سے زیادہ تختۂ مشق دین اسلام ہے۔ فرقہ غامدیہ نے احادیث کے بارے میں ایسی نئی نئی اصطلاحات وضع کی ہیں جن کا سلف کے ہاں وجود نہیں ہے اور پرانی اصطلاحات کو ایسے معانی پہنائے ہیں جو ان کے وضع کرنے والوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے۔ یہ فرقہ عملاً اسلام پر فکری اور ثقافتی یلغار میں ہراول دستہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ اور اسلام کو ایسا لباس پہنانے پر تلا ہوا کہ جس سے مغربی مفادات بھی پورے ہو جائیں۔

انہوں نے کہا کہ اس گروہ نے اصطلاحات سے کھیل کر عوام الناس کو بے وقوف بنانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان کی وضع کردہ اصطلاحوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے یہاں دینی مدرسہ کے طلبہ فزکس یا ریاضی کی اصطلاحات مقرر کرنا شروع کر دیں۔ جس طرح ہماری مقرر کردہ اصطلاحات کا ان علوم کے ماہرین کے ہاں کوئی وزن نہیں ہو گا، ایسے ہی ان کی وضع کردہ اصطلاحات علما کے ہاں پر کاہ کی حیثیت نہیں رکھتیں۔ لیکن افسوس کہ ان کی اصطلاحات کو وزن دینے والے عوام الناس ہیں، جبکہ کوئی اصطلاح عوام الناس کے بجائے اس فن کے ماہرین کی طے کردہ ہوتی ہے۔

انہوں نے اس کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ عوام الناس کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ ہم سنتِ رسول کو مانتے ہیں لیکن یہ ان کا صریح دھوکہ ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے ہاں

www.KitaboSunnat.com

سنت نبی کریم سے منسوب ہوتی ہے جبکہ ان کے ہاں سنت کا تصور حضرت ابراہیمؑ سے چلتا ہے۔ انہیں سنتِ رسول کا نام لینے کے بجائے یہ کہنا چاہئے کہ ہم سنتِ ابراہیمی کو مانتے ہیں۔ ایسے ہی مسلمانوں کے ہاں سنت کتبِ حدیث مثلاً صحاحِ ستہ وغیرہ میں پائی جاتی ہے لیکن یہ سنت کا لفظ بول کر اس کا وجود مسلم معاشرہ کی عادات میں تلاش کرتے ہیں۔ سنت کی معرفت کا ذریعہ ان کے ہاں تعامل اُمت ہے، یاد رہے کہ یہ نظریہ سب سے پہلے مستشرقین نے پیش کیا اور اسے اُنہوں نے وہاں سے اختیار کیا ہے۔ گویا جن احادیث کو اُمت سنت کہتی ہے یہ وہی لفظ بول کر اس سے مراد بالکل اور لیتے ہیں۔ اصطلاحات کے پردے میں یہ دین سے انحراف ہے۔

مدیر محدث نے اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ مسلمانوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں اور ملائیت کی پیش کردہ آرا کی گرد اسلام سے صاف کرتے ہیں۔ عوام ان باریک اصطلاحات کو نہیں سمجھتے لیکن اگر ان کے فکر کا معمولی سا چہرہ دیکھنا ہو تو ان کے نتائج فکر کو دیکھ لیا جائے، کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

اسلامی مسلمات سے انحراف ان کا طرۂ امتیاز ہے جس کی مختصر فہرست حسبِ ذیل ہے:

اُصولوں میں انحراف: سنت نبی کریمؐ کی بجائے حضرت ابراہیم سے مربوط ہے، سنت کا مصدر تعامل اُمت ہے، اجماع کا انکار، صحابہ کرام ؓ چند ایک ہیں، سنت وحدیث میں زمین آسمان کا فرق، محدثین کے اُصول سندی پرکھ تک کافی ہیں اور صحیح، حسن ضعیف اسی کی قسمیں ہیں۔ متن کی تحقیق کے نئے اُصول کی دریافت اور اس کی بنیاد پر احادیث کا فیصلہ ، حدیثِ متواتر کا وجود نہیں اور قرآن قطعی الدلالہ ہے، صحیح بخاری ایک مرجوح کتاب، تفسیر قرآن میں اوّلین ترجیح لغتِ عربی کو حاصل ہے وغیرہ وغیرہ

عقائد میں انحراف: حیاتِ مسیح کا انکار، یاجوج ماجوج کا انکار، دجال کا انکار اور ملائکہ کا جداگانہ تصور وغیرہ ، حدیثِ نبوی وحی نہیں، بعض بلادِ اسلامیہ میں غلط قرآن مروّج ہیں، فطرت شریعت کا اہم ماخذ اور شریعت میں کسوٹی کا مقام عقل کو حاصل ہے۔

مسائل میں انحراف: ارتداد کی سزا کا انکار، سبعہ قراءات کا انکار، روایتِ حفص کا انکار، جہاد وقتال دورِ نبوی کے بعد ختم ہو گیا، نیا علم وراثت (مسئلہ عول، کلالہ کی نئی تعبیر)، عورت کی نصف گواہی، رجم کا انکار، اسبالِ ازار میں کوئی مضائقہ نہیں، علما کو فتاویٰ دینے سے روکا جائے۔

عالمی موقف: بیت المقدس یہودیوں کو دے دیا جائے، کشمیر میں جہاد دہشت

www.KitaboSunnat.com

گردی ہے، افغانستان میں امریکی جارحیت مبنی بر انصاف ہے اور اسامہ بن لادن دہشت گرد ہے، فلسطین میں مسلمان دہشت گردی کے مرتکب ہورہے ہیں۔

ثقافتی ایجنڈا: پردہ ضروری نہیں، نبی کریم اور صحابہ کرام موسیقی سنتے اور رقص دیکھا کرتے تھے، تصویر میں کوئی مضائقہ نہیں، مجسمہ سازی میں کوئی قباحت نہیں، داڑھی بڑھانا اسلامی تقاضا نہیں، بسنت اور ویلنٹائن ڈے منانا غیر اسلامی نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

یہ اور اس جیسے کئی انحراف ایسے ہیں جو اس گروہ کا اصل چہرہ واضح کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ کس قسم کے اسلام کو یہاں متعارف کرانا چاہتے ہیں۔ ان کے انحرافات کا مدار حدیث سے گریز پر ہے۔ جناب حسن مدنی نے اہل حدیث کی حدیث کے دفاع سے بے اعتنائی کا شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ ایک وہ وقت تھا کہ حدیثِ نبویؐ کے خلاف کوئی آواز اُٹھتی تو اہل حدیث زعما مثلاً حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ، مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ اور مولانا محمد محدث گوندلویؒ کا قلم اپنی پوری تابنا کی کے ساتھ حرکت میں آجاتا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف نے دفاعِ حدیث کے لئے مخصوص رسالہ ماہنامہ 'رحیق' نکالا جو ملک بھر میں حدیث پر ہونے والے کسی بھی حملہ کے خلاف شمشیر بے نیام تھا لیکن آج ہم اس فرقہ کے انحرافات کا تو رونا روتے ہیں، لیکن اس کے جواب میں ابھی تک کوئی مؤثر آواز کہیں سے سنائی نہیں دے رہی۔ آج اگر اس مذاکرہ سے ہمارے اندر حدیث کے دفاع کا احساس پیدا ہوجائے تو یہ بہت غنیمت ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس گروہ کے انحرافات روز بروز بڑھتے جارہے ہیں اور اس کا اصل چہرہ نکھرتا جارہا ہے لیکن ان کے جواب میں کافی وشافی علمی کام نظر نہیں آتا۔ اس گروہ سے اہل حدیث نوجوان بھی بکثرت متاثر ہورہے ہیں کیونکہ وہ کوئی تعصب نہیں رکھتے۔ دوسری طرف فرقہ غامدیہ کے گمراہ خیالات کو بعض حنفی علمانے اختیار کرکے اپنے عوام میں بھی پھیلانا شروع کردیا ہے۔ ہمارے نامور علما قدیم حنفیت کے دفاع میں جس طرح اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں کاش کہ وہ حنفیت کے اس جدید پہلو پر بھی اپنے قلم کو حرکت میں لائیں۔

کسی دینی مدرسہ کے چند طلبہ ہی اگر یہ عزم کرلیں کہ وہ اس گروہ کے افکار کا مطالعہ کرکے دلیل وبرہان کی بنا پر ان کا جواب دینے کی اہلیت پیدا کریں گے اور میدانِ عمل میں اُترنے

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس کو اپنی زندگی کا مشن بنائیں گے تو یہ کام چنداں مشکل نہیں۔ گذشتہ دور میں مسٹر پرویز نے اسلام کو جس طرح نقصان پہنچایا، اس دور میں غامدی گروہ یہی کام اس سے زیادہ منظم اور محتاط انداز میں کر رہا ہے اور اس کا دفاع کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔

انہوں نے کہا کہ حدیث کے دفاع کی سعادت ہمیشہ سے اہل حدیث علما کے حصے میں آئی ہے اور آج بھی یہ فرض ہم ہی کو نبھانا ہو گا۔ آخر میں اخبار میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے حوالہ سے انہوں نے کہا کہ امریکہ کو اس وقت اسلام سے عین وہی مقابلہ درپیش ہے جو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سوشلزم سے تھا۔ آئندہ ۱۰، ۱۵ برس تمام امریکی مغربی ادارے اسلام کا سامنا کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک رپورٹ کا حوالے دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت امریکہ کو ایسے اسلامی دانشوروں کی اشد ضرورت ہے جو اسلام کو اس کے اصل مصادر کی بجائے امریکی مفادات کی عینک سے پیش کریں اور ایسے دانشوروں کے لئے امریکہ اپنے تمامتر وسائل استعمال کرنے کے لئے تیار ہے۔

۱۱ر ستمبر کے حادثہ کی تحقیقی رپورٹ کی روشنی میں بھی امریکہ اسلامی تہذیب وثقافت کو اپنے لئے شدید خطرہ خیال کرتا ہے اور مغربی ثقافت کو اسلامی معاشروں میں رواج دینا اس کا اوّلین مشن ہے۔ ان حالات میں پاکستان میں غامدی گروہ کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے جو ثقافتی اور عالمی میدان میں امریکی مفادات کی تکمیل کر رہا ہے، جیسا کہ پیچھے اس کی فہرست گزر چکی ہے۔ اس گروہ کو ملک کے ذرائع ابلاغ میں ملنے والی پذیرائی بھی اس پروگرام کا حصہ ہے، جس کے دفاع کے لئے علما کو حرکت میں آنا چاہئے۔

❊ مغرب سے شروع ہونے والا یہ پروگرام نصف شب تک پہنچ چکا تھا۔ منصفین کرام طلبہ کے رزلٹ تیار کر چکے تھے اور سٹیج سیکرٹری نے مقابلہ کے نتائج کا اعلان کیا۔

تمام شرکاء مقابلہ کے لئے انعامات کا انتظامات تھا، جن میں نمایاں ترین پانچ طلبہ کو خصوصی انعام جس میں نقد رقم بھی شامل تھی سے نوازا گیا۔ مہمانِ خصوصی حافظ حسن مدنی کے ہاتھوں طلبہ کو یہ انعامات عطا کئے گئے۔ تاخیر کی وجہ سے منصفین حضرات کا خطاب نہ ہو سکا، البتہ انہیں بھی کتب کا تحفہ دیا گیا اور دعائیہ کلمات سے یہ بزمِ علمی اختتام پذیر ہوئی۔

مذاکرہ کا انتظام وانصرام مدیران مولانا شفیع طاہر اور حافظ حمزہ مدنی نے مشترکہ طور پر کیا۔

www.KitaboSunnat.com